

مفتی منیب اور عالمی سٹیٹس کو

تحریر: حامد کمال الدین

پچھلے چند دنوں سے مفتی منیب الرحمن صاحب اور جاوید احمد غامدی صاحب کے مابین چلنے والے ایک مباحثے کا تذکرہ ہے۔ اس پر طرفین خود بول لکھ رہے ہیں۔ تاہم مسئلہ چونکہ 'بیانیہ' کے نام پر ملک کے منہ میں ایک زبان دینے کا ہے، اور وہ 'زبان' آدھی پونی تو میڈیا خود ہے صرف اس کا مذہبی حصہ اور وہ بھی میڈیا ہی کی قوت سے نہ کہ کسی 'عوامی خواہش' پر ملکی زبان بنانے کی سر توڑ کوشش ہو رہی ہے.. لہذا بہت سے احباب اس مسئلہ کو توجہ دیے بغیر نہیں رہے۔ مسئلہ کے متعدد پہلوؤں پر صاحبانِ علم پہلے ہی بہت کچھ فرما چکے۔ کچھ پر مزید اظہارِ خیال فرمائیں گے۔ اور یہ بحث شاید ابھی چلتی رہے۔ مجھے یہاں مسئلہ کی ایک ایسی جہت پر مختصر بات کرنی ہے جو کوئی علمی نکتہ نہیں ہے البتہ جاوید احمد غامدی صاحب کی طرف سے بار بار وہ ایک دلیل قاطع کے طور پر لائی جا رہی ہے۔ مفتی منیب الرحمن صاحب کے مد مقابل جہانزیب خانزادہ کے پروگرام میں وہ اب بھی بڑے زور سے پیش کی گئی۔

اس 'دلیل' کا لب لباب یہ ہے کہ علماء (جی ہاں سب مسالک کے علماء یک آواز، جو مذہبی طور پر یہاں کی مین سٹریم کے واحد نمائندہ ہیں) جب ریاست کو اسلام کا پابند کرنے وغیرہ سے متعلق ایسی باتیں کہتے ہیں جن پر واقع میں عملدرآمد نہیں تو یہاں سے ہی دراصل ٹی ٹی پی اور داعش وغیرہ تخریب کار یہ گنجائش پاتے ہیں کہ یہ ریاست کو اسلام کے تابع کرنے کے نام پر ہتھیار اٹھائیں! نہ ہو بانس نہ بچے بانسری۔ نہ علماء

شریعت کی بالادستی کی کبھی بات کرتے اور نہ تخریب کاروں کو اسلام کا نام لینے کی گنجائش ملتی... یہاں سے دہشتگردی کا کھڑا علماء تک جا پہنچا، اور اب توبہ کی صورت یہ کہ متبادل بیانیہ!

(بہت اچھا اور بروقت استعمال ہے یہ اس دہشتگردی کا!) یہاں سے اس بات کو تقویت ملتی ہے کہ عالمی اسٹیبلشمنٹ نے ایک طرف پاکستان اور ترکی وغیرہ ایسی عالم اسلام کی کچھ ابھرتی ہوئی قوتوں کو عدم استحکام کا شکار کرنے کے لیے یہاں کی قوم پرست علیحدگی پسند تحریکوں کے ساتھ ساتھ ٹی ٹی پی اور داعش ایسی 'اسلامی' اشیاء کا ڈول ڈالا تاکہ عالم اسلام کا وہ مذہبی جنونی عنصر جو علماء کے کہنے میں نہیں اپنا ہی گھر ڈھانے کے لیے بے تحاشا استعمال ہو (ٹی ٹی پی کا افغانستان میں امریکی پناہ کے اندر اور اپنی کارروائیوں کے معاملہ میں بھارت کے زیر اثر ہونا کسے معلوم نہیں؟).. تو دوسری جانب ٹی ٹی پی اور داعش کے ذریعے یہاں کی اقوام کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے 'شریعت' سے توبہ کروادی جائے۔ (دونوں عالم اسلام میں مغرب کے کچھ دیرینہ خواب!)۔ اس لحاظ سے، ٹی ٹی پی اور داعش اس بھیانک تصویر کے ایک حصے کو مکمل کرتی ہے تو متبادل بیانیہ اس کے دوسرے حصے کو۔ یعنی یہ دونوں ایک دوسرے کے بغیر نامکمل ہیں۔

جاوید احمد غامدی صاحب اپنے ان سوالات میں 'خلافت اور نیشن سٹیٹ' ایسے کچھ دور دراز مسائل کو بھی موضوع بناتے ہیں جنہیں ہم نے کبھی علماء کے بیانیہ میں درج پایا اور نہ قرارداد مقاصد وغیرہ کے اندر ان کا کوئی ذکر، جبکہ یہ واضح ہے کہ میڈیا اور جاوید احمد غامدی صاحب کا اصل محل اعتراض یہاں قرارداد مقاصد ہے (جو کہ ریاست کو صاف صاف "غیر سیکولر" اور "اسلامی" بناتی ہے) یا پھر قرارداد مقاصد کے مضمون سے متصل وہ مضامین جو یہاں کے مین سٹریم علماء کے زبان و بیان میں آتے ہیں (اور جن میں 'خلافت' کا بہر حال کوئی ذکر نہیں)۔ لہذا اس مختصر تحریر میں ہم خلافت وغیرہ ایسے

مسائل کو تو زیر بحث نہیں لائیں گے تاکہ گفتگو کسی اور طرف کونہ چلی جائے۔ صرف اس مسئلہ کو زیر بحث لاتے ہیں جو واقعاً علماء کا باقاعدہ مطالبہ رہا ہے اور ان شاء اللہ آئندہ بھی رہے گا اور وہ ہے مملکتِ خداداد پاکستان کو بطور ریاست اسلام کا پابند ٹھہراتے ہوئے یہاں شریعتِ اسلام کی بالادستی۔ اسی ایک بات پر جاوید احمد غامدی صاحب کی ذکر کردہ بقیہ تین اشیاء خود بخود قیاس ہو جائیں گی:

ان کی دلیل یوں ہے کہ علماء کی طلب کردہ یہ ”شریعت کی بالادستی“ کچھ شدت پسند طبقوں کو جب یہاں عملی جامہ پہنے نظر نہیں آتی تو اس مقصد کو یقینی بنانے کے لیے خود بخود وہ عسکریت کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ ان کے بقول، یہاں علماء کا یہ کہنا کافی نہیں رہ جاتا کہ وہ شریعت کی بالادستی کے لیے عسکریت کو ”بطور طریق کار“ رد کرتے ہیں، جبکہ شریعت کی بالادستی کو ”بطور ایک مقصد“ خود ان علماء نے ہی جائز قرار دے رکھا ہوا تھا۔

گویا آپ ایک مقصد ہی کو جائز نہ کہیں ورنہ اس کے لیے اختیار کیے گئے کسی بھی طریقے اور اس کے بھیانک نتائج کی بھی ذمہ داری قبول کرنے کے لیے تیار رہئے!

یہ جس ”تلازم“ کو جاوید احمد غامدی صاحب کے ہاں بار بار دلیل بنایا جا رہا ہے (غور فرمائیں تو مفتی منیب صاحب کے مقابلے پر انہوں نے اس ”تلازم“ کے سوا کوئی جوہری دلیل پیش نہیں کی) وہ ایک نہایت سطحی ’صغریٰ و کبریٰ‘ ہے۔ ہمارے خیال میں یہ ’دلیل‘ بھی ان کو صرف اس وجہ سے لگی کہ پورے جہان کا سٹیٹس کو اب اس رخ پر بیٹھا ہے جس میں تبدیلی کی کوئی بات ہی ان (جاوید احمد غامدی صاحب) کو اصل میں قبول نہیں ہے۔ اس دلیل کا ’لازم القول‘ اصولاً یہی بنتا ہے کہ کسی دور میں ’سٹیٹس کو‘ کی تبدیلی کا مطالبہ زبان پر لے آنا ہی اصل میں فساد کا موجب ہے! اس لیے کہ سٹیٹس کو میں تبدیلی سے متعلق آپ کا

اپنا مطالبہ خواہ کتنا ہی پر امن ہو اور وہ اپنے رُوپزیر ہونے کے لیے عقلاء کے ہاں رانج چلے آتے راستے اختیار کرنے کی شرط لگانے میں خواہ کتنا ہی واضح ہو، لیکن چونکہ آپ یہ ضمانت نہیں اٹھا سکتے کہ کل کوئی اور شخص آپ سے ہٹ کر کوئی طریق کار اختیار نہیں کرے گا یا اس مقصد کا ڈھونگ نہیں رچائے گا لہذا آپ کا 'سٹیٹس کو' میں کسی تبدیلی کا پر امن مطالبہ زبان پر لے آنا ہی دراصل ایک ظلم اور فساد کی بنیاد رکھ دیتا ہے! اس کا جواب 'ظاہر ہے مفتی منیب الرحمن کیسے دے سکتے ہیں!

یہ واقعاً کوئی تلازم ہو تو مین سٹریم علماء اس پر غور کریں! یہاں پر بات طویل کرنے کی بجائے ہم اس کو ایک آسان سوال میں پیش کر دیتے ہیں:

اگر کسی ملک میں جمہوریت نہیں ہے، آمریت اور مارشل لا کا راج ہے تو کیا جاوید احمد غامدی صاحب وہاں جمہوریت کا مطالبہ کریں گے؟ ان کے اب تک کے اقوال و آراء سے واضح ہے کہ ایک آمریت کے راج والے ملک میں جمہوریت کا مطالبہ پر امن طریقے سے ضرور کر لینا چاہئے، صرف تشدد کی راہ اپنانے سے گریز کرنا چاہئے۔ (عین وہ پوزیشن جو ایک دوسرے سیناریو میں شریعت کی بالادستی کا مطالبہ کرنے والے علماء کی ہوتی ہے)۔ تو پھر کیا خیال ہے ضیاء الحق کے مارشل لا اور 'آمریت' کے خاتمہ کے لیے الذوالفقار نامی کوئی تنظیم ہتھیار اٹھالے؟ 'جمہوریت کے پر امن مطالبے کو جائز' کہنے والے کیا اس خونریزی کی ذمہ داری قبول کریں گے؟ 'بادشاہت' کو غلط کہنے والے کیا انقلابِ فرانس میں بہنے والی خون کی ندیوں کو اون own کریں گے؟ سرمایہ داری ظلم کے خلاف بات کر بیٹھنے والے کیا کمیونسٹوں کی قتل و غارت کے ذمہ دار ہوں گے؟ بلا لحاظ اس سے کہ وہ خود مار دھاڑ کے راستے کو جملہ و تفصیلاً رد کرنے والے کیوں نہ رہے ہوں یا پر امن ہونے کے مبلغ کیوں نہ رہے ہوں؟ یہ ہے 'استدلال'؟

مفتی منیب صاحب، اور ان کی معیت میں علماء کی مین اسٹریم، چونکہ ریاست کو سیکولر کرنے کی موید نہیں ہے اور عالمی فکری سٹیٹس کو کے ہاتھ میں ہاتھ دینے میں بھی کوئی رغبت نہیں رکھتی، اور وہ تسلسل کے ساتھ اس ملک کو ایک صحیح اسلامی مملکت بنانے پر یک آواز اور شریعت کی جملہ خلاف ورزیوں پر معترض چلی آتی ہے.. اور آج بھی اسی پر قائم ہے.. لہذا 'شریعت' کا نام لے کر اب جو بھی جرم دنیا میں کیا جائے گا، کسی نہ کسی سطح پر یہ سب اس کے ذمہ دار ہوں گے! اور مسئلے کو جڑ سے ہاتھ ڈالنے کا طریقہ یہ کہ ایک سیکولر ریاست کو آپ اپنے مذہبی پیراڈائم میں قبول کریں ورنہ اس عالمی لٹھ سے نہیں بچ سکتے جو 'دہشتگردی' کے سر میں مارنے کے لیے رکھ چھوڑی گئی ہے! سادہ لفظوں میں یہ بیانیہ یوں ہے کہ کسی عالمی فکری سٹیٹس کو کے خلاف آپ منہ ہی بند رکھیں اور اس کی تمام فکری مصنوعات کو اپنے مذہب کے اندر قبول کریں۔ (فاشزم کی انتہا)۔ اور اگر یہ نہیں تو اس 'حق پرست میڈیا' کے ناپسندیدہ تو آپ ہوں گے! کیا کوئی اور بھی دلیل ہے آپ کے خلاف!؟

کیا یہ عین وہی بات نہیں جس پر مغرب کے کچھ مستشرق بار بار زور دے رہے ہیں (جبکہ عملاً شروع دن سے یہ ہو رہا ہے)۔ ان کا کہنا ہے، جنگ کا محور پورے زور کے ساتھ 'وار آن ٹیرر' war on terror سے 'وار آف آئیڈیاز' war of ideas پر لے جایا جائے۔ یعنی عالم اسلام میں "شریعت" وغیرہ سے متعلقہ کئی دیرینہ افکار کا اسی ہلے میں گھونٹ بھر لیا جائے، جب یہاں کے عوام بھی اس پر تالیاں بجانے کے لیے تیار ہوں گے۔ اپنے اس 'متبادل بیانیہ' کو داد دینی چاہئے جو مغرب کے منہ کی بات اچک لیتا اور اس کا بہترین اسلامی ترجمہ پیش کر دیتا ہے!